

## 224885- کیا بندگی کی وجہ سے تخلیق انسان اور آزمائش کی وجہ سے تخلیق کے مابین تعارض ہے؟

### سوال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا ہے، لیکن اسی طرح قرآن مجید میں یہ بھی متعدد بھگتوں پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزمائے کیلیے پیدا کیا ہے، تو کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

### پسندیدہ جواب

بندگی کیلئے تخلیق اور آزمائش کیلئے تخلیق میں کوئی تضاد نہیں ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

بندگی بذات خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کی آزمائش ہے، اسی بندگی کی وجہ سے معلوم کیا جاتا ہے کہ کون کافر؟ کون نافرمانی کرتا ہے اور کون اطاعت گزار بنتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ اچھے لوگوں کو مزادے گا اور بے لوگوں کو سزادے گا۔

آزمائش کا اس وقت علم ہوتا ہے جب حالات سخت ہوں اور مصیبتوں میں انسان گھر جائے کہ کیا انسان صبر سے کام لیتا ہے یا جزع فرع کرتا ہے، اسی طرح خوشحالی میں بھی آزمائش ہوتی ہے کہ انسان نعمتوں کے ملنے پر شکر کرتا ہے یا ناشکری پر اتر آتا ہے؟

ہو سکتا ہے کہ سائل ایک غلط فہمی کا شکار ہونے پر یہ کہہ رہے ہوں کہ دونوں میں تصادم یا تضاد ہے، غلط فہمی یہ ہے کہ انہوں نے آزمائش کو صرف مصیبت کی صورت میں سمجھا ہے، لہذا مصیبت میں جو شخص صبر کرے گا وہ ثواب پائے گا اور جو جزع فرع سے کام لیتے ہوئے ناشکری کرے گا وہ گناہ اور سزا کا سخت ہو گا۔

آزمائش کا اگر یہی مضموم ان کے ذہن میں ہے تو یہ جزوی مضموم ہے مکمل نہیں ہے۔

مکمل مضموم یہ ہے کہ یہاں آزمائش سے مراد امتحان ہے جو کہ مخفی مصیبت کی صورت میں نہیں ہوتا، امتحان انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہوتا ہے، زندگی کا ہر گوشہ امتحانات سے بھر پور ہے، لہذا یہی وجہ ہے کہ زندہ رہے، بیمار ہو، صحت یا بُر، خوشی ہے، دولت ہے، رزق ہے یہ سب امتحان ہیں حتیٰ کہ اردو گرد کا ماحول اور علم بھی امتحان ہے، اللہ تعالیٰ ان سب امور میں انسان کے چال چلن کو پرکھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو کر اصحاب یہیں [دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والوں] میں شامل ہوتا ہے یا اصحاب شہادت [بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پانے والوں] میں شامل ہوتا ہے، رحمن کی اطاعت کرتا ہے یا شیطان کی پیروی کرتا ہے، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْجَاهَةَ لِتَبْلُوْكُمْ أَنْجَمْهُمْ أَخْسَنَ حَلَالًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ).

ترجمہ: وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا ہی اس لیے کیا کہ تمیں آزمائے کون اچھے عمل کرنے والا ہے، وہی غالب اور بیشنسے والا ہے۔ [الملک: 2]

اسی طرح فرمایا: (وَمَوْلَانِي خَلَقَ الشَّهَادَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سَيِّئَاتِمْ وَكَانَ عَزِيزُهُ عَلَى النَّاسِ لِتَبْلُوْكُمْ أَنْجَمْهُمْ أَخْسَنَ حَلَالًا).

ترجمہ: اسی ذات نے آسمانوں اور زمین کو چھوٹوں میں پیدا فرمایا، اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ تمیں آزمائے کہ کون تم میں سے اچھے عمل کرنے والا ہے؟ [ہود: 7]

ایک اور مقام پر فرمایا: (وَلَوْنَشَاءَ اللَّهُ لَحْكَمَ أَمْمَةَ وَاجْدَةَ وَلَكِنَ لِتَبْلُوْكُمْ فِي نَا آتَكُمْ فَاسْتِقْرُوا نَعْرِيَاتِ إِلَيَ اللَّهِ مِنْهُمْ بَعْدَمْ بَعْدِهَا فَيُبَشِّرُكُمْ بِمَا لَنْتُمْ فِيهِ تَحْكِيمُهُنَّ).

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمیں ایک ہی امت بنادیتا، لیکن وہ تو تمیں دیتا ہی آزمائے کیلیے ہے، اس لیے تم بجلائی کے کاموں میں آگے بڑھو، اللہ ہی کی طرف تم نے لوٹ کر جانا

بے، جن چیزوں میں تم اخلاف کرتے ہو ان کے متعلق وہی تسمیں بتلائے گا۔ [الملائدة: 48]

سورہ انعام میں فرمایا: **(وَهُوَ الَّذِي بَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ وَرَجَّا بَلْيَلَكُمْ فِي نَارِ آتِكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْحِقَابِ وَلَهُ الْكَفُورُ رَحِيمٌ)**۔

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے تسمیں زمین کے وارث بنایا اور کچھ کو دوسروں پر فوقیت دی، تاکہ تمیں آزادی کے ذریعے جو اس نے تسمیں عطا کی ہیں، بیشک تیر ارب جلد سزا دینے والا اور بیشک وہی بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ [الانعام: 165]

ان تمام تر آیات میں اس بات کا ذکر ہے کہ امتحان ہی انسان کی تخلیق کا راز ہے اور اس امتحان میں بندگی بھی شامل ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص بندگی اپنے وسیع مضموم کی صورت میں۔ بجا لانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہی کامیاب و کامران ہو گا، اور جس شخص سے بندگی میں کمی ہوتی تو اسی کمی کی مقدار کے برابر اس کا نقصان ہو گا۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس جہاں کی تخلیق، موت، حیات اور زمین پر موجودات کے ذریعے اس کی آباد کاری کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ آزمائش اور امتحان ہے تاکہ سب مخلوقات کے متعلق علم ہو کہ کون اچھے عمل کرتا ہے، کس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کے مطابق ہوتے ہیں، اگر عمل ایسے ہی ہوتے تو وہ اپنی تخلیق کے بدف کے مطابق عمل پیرا ہے، اسی بدف کیلئے یہ جہاں پیدا کیا گیا، اور وہ بدف یہ ہے کہ محبت و اطاعت سے سرشار اللہ کی بندگی، اسی بندگی کو ہی اچھے عمل سے تعمیر کیا گیا ہے، اور یہی اچھے عمل محبت و رضاۓ الہی کے موجب ہیں" انتہی

"روضۃ الحبیب" (61)

علامہ محمد امین شفیقی رحمہ اللہ اس آیت **(فَنَا خَلَقْتُ أَنْجَى وَاللَّٰهُنَّ إِلَّا يَعْبُدُونَ)** اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی بندگی کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ [الذاریات: 56] کی تفسیر میں کہتے ہیں:

"اس آیت کریمہ کے معنی کے متعلق تحقیقی بات ان شاء اللہ یہ ہے کہ "إِلَّا يَعْبُدُونَ" کا معنی یہ ہے کہ میں انہیں اپنی عبادت کا ہی حکم دوں گا اور انہیں آزماؤں گا، یعنی حکم دے کر ان کا امتحان لوں گا، پھر ان کے اعمال کے مطابق انہیں بدلوں سے نوازوں گا، اگر انہوں نے اچھے عمل کے توبہ بھی اچھا ملے گا اور اگر انہوں نے برے عمل کے توبہ بھی برالے گا۔

ہم نے اس معنی کو تحقیقی معنی اس لیے قرار دیا ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی محکم آیات اس معنی پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بہت سی آیات میں صراحةً سے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ ان کا امتحان لے کر کون اچھے عمل کرتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لیے پیدا کیا ہے کہ انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلوں دے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ کھف کی ابتداء میں فرمایا: **(إِنَّا جَلَّا مَا عَلَى الْأَرْضِ زَيْدًا لَّا لِنَلْبُونُمْ أَنْهُمْ أَخْسَنُ حَلَالًا)**۔ بیشک جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اسے زمین کے لیے زینت بنایا ہے، تاکہ لوگوں کو آزمائیں ان میں کون عمل میں بہتر ہے۔ [الکھف: 7]

تو ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ صراحةً کہ مخلوقات کو پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ان کا امتحان یا جائے کون اچھا عمل کرنے والا ہے اور یہی "الیتَعْبُدُونَ" کا معنی ہے، ویسے ہی قرآن مجید کی سب سے بہتر تفسیر وہی ہے جو قرآن مجید خود بیان کرے۔

یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ اعمال کے نتائج بھی مطلوب ہوتے ہیں، لہذا اعمال کی تکمیل اسی وقت ہو گی جب اچھا کام کرنے والوں کو جزا دی جائے اور برے لوگوں کو سزا دی جائے۔

اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ کی انسیں پیدا کرنے اور پھر دوبارہ جی اٹھانے کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے اعمال کے بدلتے میں جزا ملے اور برے لوگوں کو سزا ملے، چنانچہ سورہ یونس کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿إِنَّمَا يَنْهَا أَنْقَلَقَنْ خُمُّ نَعِيْدَةَ لَيْزِيَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَلَيْهِمُ الظَّالِمَاتِ إِنْقَنْطَلَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُوْنَ﴾۔

ترجمہ : بینک وہی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ جی اٹھانے گا تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو عدل کے ساتھ بدلتے، جبکہ کفر کرنے والوں کیلئے کھوتا ہوا پانی ہو گا اور دردناک عذاب ہو گا اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے رہے [یونس: 4]۔

اسی طرح سورہ نجم میں فرمایا : ﴿وَلَلَّهِ نَافِي الْمَسَاوَاتِ فَنَافِي الْأَرْضِ لَيْزِيَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَإِنَّهَا حَمِيمٌ وَلَيْزِيَّ الَّذِيْنَ أَخْسَنُوا إِنَّهُمْ نَعِيْدَةٌ﴾۔

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کی [پیدا کر دہ] یہی ہے آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں، تاکہ وہ بد اعمال کرنے والوں کو ان کا بدلتے دے اور اچھے عمل کرنے والوں کی اچھی جزا دے۔ [النجم: 31]

نیز اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس گمان کو سختی سے رد فرمایا کہ اسے فضول ہی چھوڑ دیا جائے گا، اسے کوئی کام سے رکنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ انسان کو ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں پیدا ہونے تک اس لیے منتقل کیا ہے کہ اسے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھانا ہے، اور اس کے اعمال کا اسے بدلتے دینا ہے۔

آپ فرمان باری تعالیٰ پڑھیں : ﴿أَنْجَبَ الْأَنْثَانِ أَنْ يُبَشِّرَكَ سَنَدِيٌّ﴾ [36] ﴿أَلَمْ يَكْ نُلْهَى مِنْ مَعِيْنِي﴾ [37]۔

ترجمہ : کیا انسان سمجھتا ہے کہ اسے فضول چھوڑ دیا جائے گا [36] کیا وہ منی کا ٹپکایا ہوا قطرہ نہیں تھا؟ [37]

سے لیکر اس آیت تک ﴿أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُمْجِي أَنْتَ﴾ [40]۔

ترجمہ : تو کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ [القیامہ: 36-40] "انتی "اًضْوَاءَ الْبَيَانِ فِي إِيْضَاحِ الْقُرْآنِ بِالْقُرْآنِ" (445/7)

وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔